اھلحدیث کانفرنس سرگودھا

اہلحدیث مسلک کے حامل افراد ذی وقار کی بنیادی ذمہ داری دعوت وتبلیغ ہے کیونکہ کنتم خیر امۃ کے حقیقی مصداق اہلحدیث ہی ہیں۔سیاست ثانوی چیز ہے۔اسلام نے جب برصغیر کی سرزمین کو اپنی ضیاپاشیوں سے منور فرمایا تو اس کا اولین سبب دعوت وتبلیغ ہی تھا کہ عرب علاقوں سے تاجر حضرات اپنے کاروباری سلسلہ کے باوجود اسلام کے مبلغ اور داعی ثابت ہوتے۔اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اہلحدیث کو سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہئے کیونکہ اگر پروفیسر علامہ ساجد میر صاحب جیسے اہلحدیث سیاست کے میدان میں نہ اترے ہوتے تو نہ جانے دین اسلام کے نام پر ووٹ لے کر آنے والے برادران اسلام کیا گل کھلاتے۔ابھی کل کی بات ہے کہ ایل۔ایف۔او پر جو کردار ادا کیا گیا ہے اس سے کم ازکم غیرت مند لوگوں کے سر تو شرم سے ضرور جھک گئے ہیں اور جماعت اسلامی کے قاضی حسین احمد اور جمعیت علمائے اسلام کے مولانا فضل الرحمن نے وہ کچھ کردکھایا جس کی کم ازکم کسی باضمیر شخص سے توقع نہیں کی جاسکتی۔

اور حقیقت میں انہوں نے حکومت کی بی ٹیم یا فرینڈلی اپوزیشن یا بقول شیخ رشید گیٹ نمبر 4 کے راہی ہونے کا ثبوت دیا ہے۔اور اب بھی ان دنوں جبکہ ملک میں وانا آپریشن کی بازگشت سنائی دے رہی ہے مولانا فضل الرحمن برطانیہ یاترا کیلئے چلے گئے ہیں اور باقی جو ہیں وہ حکومت کو اندر کھاتے حمایت کی یقین دہانیاں کرواتے ہیں۔اور ساتھ ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ آئندہ ماہ ہم تحریک چلائیں گے۔سبحان اللہ یہ ہیں بالغ النظر لیڈر۔بندے اب مر رہے ہیں اور یہ ایک ماہ بعد تحریک کا موڈ بنائے بیٹھے ہیں۔بعض حلقے تو اس خدشہ کا بھی اظہار کر رہے ہیں کہ جس طرح حکومت نے ایل۔ایف۔او۔پر ایم۔ایم۔اے سے شور ڈلوا کر در پردہ ملکی مفادات کے خلاف کئی فیصلے کئے اسی طرح اب بھی مجلس عمل وانا آپریشن پر حکومت کے کہنے سے شور کرے گی اور حکومت اسی ہنگامہ آرائی میں بعض اہم مقاصد حاصل کرے گی جن میں سرِ دست نصاب تعلیم کو سیکولر بنانا ہے۔یہ اعزاز اللہ تعالیٰ نے اہلحدیث کے فرزند کو ہی بخشا کہ تن تنہا اپنے موقف کو ایوانوں کے اندر اور باہر منوایا ہے۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ تسلیم کئے بغیر بھی کوئی چارہ نہیں کہ ہم اپنے اصل مشن سے اگر ہٹے نہیں تو کم ازکم اس میں کمی ضرور آ گئی ہے۔اور علم جو اہلحدیث کے اسٹیج کی زینت ہوا کرتا تھا وہ آہستہ آہستہ اٹھتا جا رہا ہے۔اب جبکہ شیر پنجاب شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے شہر سرگودھا میں 8-9،اپریل کو ہونے والی بائیسویں آل پاکستان اہلحدیث کانفرنس کی تیاریاں زوروشور سے جاری ہیں چند گذارشات قائدین اور اہلحدیث عوام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) کانفرنس میں اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ جو مقررین تشریف لائیں ان کے خطابات پُر مغز اور مختلف موضوعات پر علمی وتحقیقی ہونے چاہئیں، کیونکہ روایتی تقاریر تو عام جلسوں میں بھی عوام الناس سن لیتے ہیں۔گذشتہ کانفرنس میں یہ بات مشاہدہ میں آئی کہ بعض علمائے کرام نے تو ایک سے زائد بار بھی خطاب کیا اور بعض اپنے خیالات کا اظہار کرنے سے محروم رہے۔امید ہے اس مرتبہ ایسا نہیں ہوگا۔

(۲) کانفرنس میں عوام کی مذہبی وسیاسی راہنمائی کا مکمل اہتمام ہونا چاہئے۔

(۳) کانفرنس،قائدین اور عوام کے درمیان رابطہ کا ذریعہ ہونا چاہئے اور پھر یہ رابطہ اگلی کانفرنس تک برقرار بھی رہنا چاہئے۔

(۴) جس طرح ہر تین چار سال بعد آل پاکستان اہلحدیث کانفرنس کا اہتمام کیا جاتا ہے اسی طرح جو کانفرنسیں جماعتی سطح پر سالانہ ہوتی تھیں ان کو بھی ہر سال پورے تزک واحتشام سے منعقد کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔جن میں خصوصاً چنیوٹ میں ختم النبیین کانفرنس تھی،افسوس کہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اب اس کو بالکل ہی بھلا دیا گیا ہے۔

(۵) کانفرنس کے حوالہ سے عوام کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ جس طرح وہ اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر اور انفرادی یا اجتماعی خرچ کر کے کانفرنس میں شریک ہوتے ہیں وہ بھی چند ایک باتوں کا خصوصی خیال رکھیں۔

☆ کانفرنس کے دوران اِدھر اُدھر گھومنے پھرنے کی بجائے نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر مقررین کے خطابات سنیں،اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں☆ اسٹیج سے جو بھی ہدایات جاری ہوں ان کی مکمل پابندی کریں۔☆ جماعتی نظم ونسق کا مکمل خیال رکھیں،فضول تبصرہ بازی سے گریز کریں۔☆ آپ سب چونکہ مہمان بھی ہیں اور میزبان بھی اس لئے کانفرنس میں شریک اپنے دوسرے بھائی کے احساسات اور ضروریات کا مکمل خیال رکھیں،خود مشقت برداشت کرلیں لیکن اپنے بھائی کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دیں۔☆ اپنے عمل وکردار سے سلف صالحین کا نمونہ پیش کرتے ہوئے کانفرنس کے مقاصد کو سمجھیں اور ان کے حصول کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور وسائل بروئے کار لائیں،اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔آمین